Vol : 5
2006

زیرِ سرپرستی

سرکارِ قائمِ آلِ محمدؐ

قید ہو کے جو کرب و بلا سے چلا

دعائے سیدہؑ

شبیرؑ کی گردن کو کٹتے میں نے دیکھا ہے اماں

غازی سنگت

رضویہ سوسائٹی کراچی

قید ہو کے جو کربوبلا سے چلا اب وہی قافلہ شام میں آگیا
ظلم سہتا ہے اور خون روتا ہے وہ نائبِ کبریا وارثِ مصطفیٰؐ

(۱) شام کے راستے تنگ ہیں پہلے ہی
ہائے دونوں طرف ہیں تماشائی بھی
اور تماشائیوں کی وہ طعنہ زنی
جانے کیسے نبی زادیاں ہیں کھڑی، کسطرح ہیں کھڑی
سر پہ چادر نہیں ہاتھ بھی ہیں بندھے
کیسے پردہ کریں وارثانِ حیاء

(۲) ہائے کس کس طرح سے ستاتے ہیں یہ
دیکھ راہوں میں کانٹے بچھاتے ہیں یہ
گرم پانی چھتوں سے گراتے ہیں یہ
خون عابدؑ کو میرے رلاتے ہیں یہ، ہئے رلاتے ہیں یہ
زینتِ مرتضیٰؑ کہہ رہیں ہیں خدا
کون ہیں ہم ذرا شامیوں کو بتا

(۳) جب ہوا شور لوگوں ستاؤ اِنہیں
باغیوں کے ہیں بچے رلاؤ اِنہیں
گھیر لو اور نیزے چبھاؤ اِنہیں
اِنکے وارث نہیں ہیں بتاؤ اِنہیں، ہئے بتاؤ اِنہیں
کوئی پتھر لئے کوئی لکڑی لئے
مارنے آگیا ہائے زین العباؑ

(۴) جس جگہ سے بھی قیدی گزرتے رہے
اُن پہ رہ رہ کے پتھر برستے رہے
بچے گرتے رہے اور مرتے رہے
مائیں روتی رہیں شامی ہنستے رہے، ہائے ہنستے رہے
شادیانے بجاتے رہے اشقیاء
ماؤں کا حوصلہ تو ہی جانے خدا

(۵) اِک جگہ بیچ بازار ایسا ہوا
سر پہ عابدؑ کے جلتا ہوا کچھ گرا
جس سے مولاؑ کا میرے عمامہ جلا
دیکھا زینبؑ نے کیسے وہ منظر بھلا، ہائے منظر بھلا
آگ عابدؑ کے پھر سر تلک آگئی
ہاتھ تھے جو بندھے وہ ہٹا نہ سکا

(۶) اِک صحابی سے سجادؑ نے یہ کہا
جس جگہ سے بھی لے کر گئے اشقیاء
سامنے ہی ہمارے سروں کو رکھا
بیبیاں چیخ اُٹھتیں جو پڑتی نگاہ، ہائے پڑتی نگاہ
اُن سروں کو گرا کر اٹھاتے تھے اور
کہتے جاتے تھے دو باغیوں کو سزا

(۷) دیر تک ہائے بازار سجتے رہے
قیدی باہر شہر کے ہی روکے گئے
کب تلک جانے آصفؔ حرم تھے کھڑے
حکم تھا کوئی آرام کر نہ سکے، ہائے کر نہ سکے
پھر منادی ہوئی سج گئی ہر گلی
لے کے آجاؤ اب کنبۂ مرتضیٰؑ

نوحہ خواں : غازیؑ سنگت - رضویہ سوسائٹی، کراچی

شاعر : آصفؔ رضوی

دربار میں کہتے تھے عابدؑ مظلوم ہوں میں مجبور نہیں
میرے ذمّے نظام ہے قدرت کا منظوم ہوں میں مجبور نہیں

(۱) کیا تم یہ سمجھتے ہو لوگوں پابند ہوں میں بیماری سے
میں نے تو شفاء اسلام کو دی اپنی بیماری کے صدقے
قرآن میں کہتا ہے خالق سختی موقوف ہے طاقت پہ
خالق کی نظر میں طاقت کا مفہوم ہوں میں مجبور نہیں

(۲) کیا تیرے خیال میں اے غاصب بازاروں میں یوں پھروا کے
رسوا کروائے گا ہم کو دربار میں ایسے بلوا کے
بے شک ناکام رہے گا تو کہتا ہوں رب کی قسم کھا کے
ہم تو تطہیر کے وارث ہیں معصوم ہوں میں مجبور نہیں

(۳) نانا کا دیں بے دینوں کا قیدی مجھ سے دیکھا نہ گیا
خود میں نے کیا قیدی بن کر وعدہ اس کو چھڑوانے کا
وارث کو فاتحِ خیبر کے زنجیریں روک سکیں گی کیا؟
پیتا ہوں زہر مصائب کا مسموم ہوں میں مجبور نہیں

(۴) کیا ہم پر دھاک بٹھانے کو تو یوں آیات سناتا ہے
ہم لوگوں کی ہی شان میں تو خالق نے قرآن اتارا ہے
باتوں میں وزن بڑھانے کو وہ قسمیں ہماری کھاتا ہے
میری قسمیں کھائیں خالق نے مقسوم ہوں میں مجبور نہیں

(۵) میں کُل کائنات پہ حجت ہوں رحمان خدا کی جانب سے
حجت کی وجہ سے ہی لوگوں چلتے ہیں نظام یہ عالم کے
معراج پہ نانا کا جانا اور وقت کا تھمنا کہتا ہے
کائنات کی خاطر لازم اور ملزوم ہوں میں مجبور نہیں

(۶) میرا وعدہ بھی ہے ورثہ بھی ان دیکھے خدا کو منوانا
جو عقل میں آ ہی نہیں سکتا ہاں اُس خالق کو سمجھانا
مقصد ہے ازیت سہنے کا تمھیں سیدھا رستہ دکھلانا
غیرت سے جگر چھلنی ہے میرا مغموم ہوں میں مجبور نہیں

(۷) آصفؔ سجادؑ یہ کہتے تھے سجدے میں جو دادا نے کہا
ہر ایک قدم پہ کہتا ہوں میں فزتُ بربِ الکعبہ
مخلوق کی اصلاح کی خاطر اس طرح ظلم و ستم سہنا
میرا ذمہ بھی ہے ورثہ بھی مذموم ہوں میں مجبور نہیں

میرا اکبرؑ جاتا ہے مرنے ، ہے تجھ سے ایک دُعا خالق
بوڑھے کی کمائی ہے کرنا ، منظور میرا ہدیہ خالق

(۱) ارمان ہے اِسکی مادر کا اِسے سہرا لگائے گی اِک دن
اب روزِ محشر تک اِسکی مادر کا ضبط بڑھا خالق

(۲) قرباں کرنے کو مانگا تھا پر دل میں اِتنی حسرت ہے
ہونے ہیں جگر کے ٹکڑے تو گھوڑوں سے جسم بچا خالق

(۳) میرا بھوکا پیاسہ اکبرؑ یوں ۹ لاکھ کی فوج سے آج لڑے
دے ذوالفقار سلامی میں اِسے آج میرا بابا خالق

(۴) رُخصت کے دن سے ہی اِس کے رستے پہ نگاہ ہے صغراؑ کی
اُسے خواب میں تُو دیدار کرا پر قتل کی بات چُھپا خالق

(۵) اِسے اِس کے چچا عباسؑ نے بھی اِس دن کے لئے تیار کیا
بس آج صدائے مرحباء دریا سے لائے ہَوا خالق

(٦) آصفؔ شہہؑ پوری کر کے دُعا سجدے میں گئے اور کہنے لگے
صد شکر تیرا جو مجھ سے ہوا اِک اور عہد پورا خالق
تو خود ہے میرا گواہ خالق

نوحہ خواں : غازیؑ سنگت ۔ رضویہ سوسائٹی ، کراچی

شاعر : آصفؔ رضوی

والیم : ۵ ۔ ۲۰۰٦ء

ارضِ کربلا پر سلطانِ کربلا حسینؑ اِبن علیؑ کائنات کے شہزادہءِ علی اصغرؑ کو لئے کھڑے ہیں اور کائنات نے یہ منظر دیکھا۔۔۔

گود میں اِمامت کی انتہائے ظلم پر صبر مسکرائے تو ظلم کانپ جاتا ہے
شِیر خوار بچے کے حیدری لہُو میں جو شوق جان دینے کا اِس طرح مچلتا ہے
درمیاں ہزاروں کے اِنتہائی مطمئن تیر آتا دیکھ کر حمد کرنے لگتا ہے
آخری سِپاہی کے حوصلے کو دیکھ کر بادشاہ کی آنکھوں میں اشک جھوم اُٹھتا ہے
آخری سِپاہی یوں اپنی اِن اداؤں سے بھوکے پیاسے باپ کا حوصلہ بڑھاتا ہے
شِیر خوار بچے کا خون ہاتھ میں لے کر باپ ایک یاس سے سوئے عرش تکتا ہے
عرش تھرتھرائے تو دیکھے وہ زمین کو وہ بھی کپکپاتی ہے پھر وہ مُنہ پہ مَلتا ہے
چند قدم پر ایک ماں اپنی کامیابی پر شکر جو کرے تو پھر شکر رونے لگتا ہے
ظلم اور شکر کی، جبر اور صبر کی ایسی جنگ دیکھ کر عدل چیخ پڑتا ہے
ظالموں سے ظلم کا لُوں گا خود حساب مَیں کوئی ہے جو عرش سے یہ صدائیں دیتا ہے
کائنات خالق کی پوچھتی ہے حیرت سے اے خدا بتا ہمیں اِس طرح بھی ہوتا ہے
کون ہے یہ بادشاہ؟ کس کا یہ گھرانہ ہے؟ تیرے راستے میں جو ایسے ظلم سہتا ہے؟
ہر نئی مصیبت پر کوئی مسکراتا ہے کوئی حمد کرتا ہے کوئی شکر کرتا ہے

تہت اللفظ : یوسف جعفری

نوحہ خواں : غازیؑ سنگت ۔ رضویہ سوسائٹی ، کراچی

شاعر : آصفؔ رضوی

والیم : ۵ ۔ ۲۰۰۶

تُو نے تو عہد نبھایا مَیں اپنا عہد نبھاؤں گا
میرا نام بچایا ہے تُو نے مَیں تیرا نام بچاؤں گا

(۱) اِس حال میں بھی سجدہ کر کے تُو نے جو مجھے منوایا ہے
مَیں منصف قسم اُٹھاتا ہوں مَیں بھی تجھ کو منواؤں گا

(۲) یہ لاکھ چھپائیں قتل تیرا مَیں چھپنے نہیں دُوں گا اِس کو
مجھے قسم ہے زینبؑ کے ذریعے مَیں ہر اِک کو بتلاؤں گا

(۳) تیرے کنبے کے جتنے حق بھی چھینے اِن غاصب لوگوں نے
مہدیؑ کے ذریعے مَیں اِک دن وہ سارے حق دلواؤں گا

(۴) ہم دونوں میں وہ عشق ہے کہ تُو مجھ میں کبھی مَیں تجھ میں کبھی
تُو آج نہ آ تُو زخمی ہے مَیں خود ملنے آ جاؤں گا

(۵) نہ دکھ میں بھولے گی تجھ کو نہ سُکھ میں بھولے گی تجھ کو
ہر سانس میں ہوگا تُو جس کی اِک قوم مَیں ایسی لاؤں گا

(۶) آصفؔ یہ پرسہ اور یہ ہم سب ذیل میں ہیں اُس وعدے کے
خالق نے کہا تھا روزِ ازل 'کہتا ہوں کر دکھلاؤں گا'

نوحہ خواں : غازیؑ سنگت ۔ رضویہ سوسائٹی ، کراچی

شاعر : آصفؔ رضوی

والیم : ۵ ۔ ۲۰۰۶ء

ظلم اتنے ہوئے تھے کیوں آخر کیوں لُٹا شہہؑ کا گھر تلاش کرو
خواہشیں کیا تھیں اُن لعینوں کی کیوں گِرے اِس قدر تلاش کرو

(۱) وہ بھی تو شہہؑ کو مانتے ہی تھےلکھ کے خط جو اُنہیں بُلاتے تھے
شہہؑ جو آئے تو موت کے ڈر سے ساتھ دینے کو وہ نہیں آئے
تم میں کوئی نہ ہو کوئی اندر موت کا دل میں ڈر تلاش کرو

(۲) اُس کو دولت کی چاہ تھی جس نے شہہؑ کی بیٹی کے دُر اُتارے تھے
دشت کربل سے شام تک اُس نے ہائے کتنے تمانچے مارے تھے
دل میں لالچ نہ بن کے بیٹھا ہو اپنے اندر شمر تلاش کرو

(۳) سوچنا دل کی پیاس ہے لوگوں تم اسے کس طرح بجھاتے ہو
حق و باطل کے دو سمندر ہیں کس کا پانی اِسے پلاتے ہو
دل میں کوثر تمھارے بہتی ہے یا کہ امُوی نہر تلاش کرو

(۴) مال و دولت کی اِس ہوس نے ہی اِک بشر کو شمر بنایا تھا
نام کرنے کی چاہ میں خنجر اُس نے خود شاہؑ پر چلایا تھا
جنگِ کربل ہی نظر آئے گی اپنے دل میں جدھر تلاش کرو

(۵) گر یہ حسرت لئے ہو زندہ کہ تم کو مہدیؑ کا ساتھ دینا ہے
شاہؑ کے دشمنوں سے اُس کے سنگ گر تمھیں انتقام لینا ہے
حرس و لالچ بھی شہہؑ کے دشمن ہیں دل میں دشمن کا سَر تلاش کرو

(۶) لشکر شام پر نظر ڈالو خواہشِ مادیت ہی پاؤ گے
اور وہ شہہؑ کے سپاہی اُن میں صرف روحانیت ہی پاؤ گے
مادیت کے خلاف عشق ہوا کیسے سینہ سِپر تلاش کرو

نوحہ خواں : غازیؑ سنگت ۔ رضویہ سوسائٹی ، کراچی

شاعر : آصفؔ رضوی

والیم : ۵ ۔ ۲۰۰۶ء

فضہؑ بھی غازیؑ کی طرح فرضِ وفا نبھا کے عباسؑ بن گئی ، وفائیں دونوں کی بے مِثل ہیں
وہ عظمتِ فاطمہؑ جہاں کو بتا بتا کے عباسؑ بن گئی ، وفائیں دونوں کی بے مِثل ہیں

(۱) قرآنِ غیرت تھا میرا غازیؑ وہ بِیس سال آیتوں میں بولی
خدا کے لہجے کو اپنا طرزِ بیاں بنا کے عباسؑ بن گئی

(۲) وفائے شبیرؑ جیسے غازیؑ کی زندگی کا تھا ایک مقصد
وفائے زینبؑ کو زندگی کا سبب بنا کے عباسؑ بن گئی

(۳) سکھائے آداب نوکری کے جہاں کو غازیؑ نے جس طرح وہ
بتولؑ کے در کی نوکری کا سبق پڑھا کے عباسؑ بن گئی

(۴) غلامِ آلِ نبیؐ ہیں جتنے اِنہیں کی سنّت پہ چل رہے ہیں
جہاں کو غازیؑ کی طرح فضہؑ وفا سِکھا کے عباسؑ بن گئی

(۵) ردائے آلِ نبیؐ کی ضامن تھی ہستیءِ غازیؑ جس طرح سے
وہ اپنی ہستی کو بیبیوں کی ردا بنا کے عباسؑ بن گئی

(۶) فضہؑ رہی تازیانے کھاتی ہٹی نہ زینبؑ کے سامنے سے
وفا کی ملکہ ۔ حیاء کی ملکہ کو یوں بچا کے عباسؑ بن گئی

(۷) وفا تو غازیؑ کے خون میں تھی وفا ہی سانسوں میں بھی بسی تھی
وفا کو غازیؑ کی طرح فضہؑ مذہب بنا کے عباسؑ بن گئی

(۸) شبیرؑ کے ساتھ جیسے غازیؑ تھا سائے کی طرح ہر قدم پہ
اُسی طرح فضہؑ شام زینبؑ کے ساتھ جا کے عباسؑ بن گئی

(۹) بنی اِمامت کی اِک محافظ اکیلی زینبؑ ہی بعدِ غازیؑ
اور اُس محافظ کو ایک فضہؑ بچا بچا کے عباسؑ بن گئی

(۱۰) وفا کی معراج جیسے غازیؑ نے ہے دکھائی جہاں کو آصفؔ
اُسی طرح فضہؑ انتہائے وفا دِکھا کے عباسؑ بن گئی

نوحہ خواں : غازیؑ سنگت ۔ رضویہ سوسائٹی ، کراچی

شاعر : آصفؔ رضوی

والیم : ۵ ۔ ۲۰۰۶

بابا کے بعد یتیمی میں دُکھ کتنے اُٹھائے بچی نے
اِسلام کے ذمّے تھے جتنے وہ قرض چُکائے بچی نے

(۱) جب شامِ غریباں میں بابا کے سینے پر سونے آئی
کس طرح تِیر بھرے سینے سے تِیر ہٹائے بچی نے

(۲) دنیا میں تھے امّو جب تک سب کی اُمید بڑھاتی تھی
امّو کے بعد تمانچے بھی رُخسار پہ کھائے بچی نے

(۳) گزری تھی وہ بازار سے جب کیا کیا نہ ستم ٹوٹے اُس پر
کلمہ گویوں کے ہاتھوں سے پتھر بھی کھائے بچی نے

(۴) آغوش میں لے کر بابا کا سَر زنداں میں روتے روتے
رو رو کے داغ تمانچوں کے بابا کو دکھائے بچی نے

(۵) ٹوٹے تھے مصائب کنبے پر جو کربوبلا سے شام تلک
خود شام کے بچوں کو آصفؔ رو رو کے سنائے بچی نے

نوحہ خواں : غازیؑ سنگت ۔ رضویہ سوسائٹی ، کراچی

شاعر : آصفؔ رضوی

والیم : ۵ ۔ ۲۰۰۶ء

بقر عید سے اِک دن پہلے ہی ہئے کوفے کے حاکم نے مسلمؑ کو قتل کروایا
شبیرؑ کے بعد ہے زہرہؑ کا اِک اور چراغ بجھایا ہئے کیسا ظلم ہے ڈھایا

(۱) اِک بی بی دامن پھیلائے اُس محل کے باہر بیٹھی تھی
جس محل کی چھت سے حاکم نے میرے مسلمؑ کو گروایا
ہئے کیسا ظلم ہے ڈھایا
(۲) مسلمؑ کو شہید کرا کے پھر انعام اور رُتبے کی خاطر
سر کاٹ کے شام کے حاکم کو اُس ظالم نے بھجوایا
ہئے کیسا ظلم ہے ڈھایا
(۳) رب جانے اُس بقر عید کے دن زہرہؑ کے دل پر کیا گزری؟
جب مسلمؑ کا بے سَر لاشہ کوفے میں گیا لٹکایا
ہئے کیسا ظلم ہے ڈھایا
(۴) شبیرؑ کے قاصد کا لاشہ رسّی سے بندھوا کر لوگوں
کس بے دردی سے کوفے کی گلیوں میں گیا پِھروایا
ہئے کیسا ظلم ہے ڈھایا
(۵) باغی قاصد کا لاشہ ہے اِسے دیکھو اور پھر عید کرو
آصفؔ کوفے کے حاکم نے اعلانِ عام کرایا
ہئے کیسا ظلم ہے ڈھایا

نوحہ خواں : غازیؑ سنگت ۔ رضویہ سوسائٹی ، کراچی
شاعر : آصفؔ رضوی
والیم : ۵ ۔ ۲۰۰۶

شبیرؑ کی گردن کو کٹتے مَیں نے دیکھا ہے امّاں
یہ مَیں جانتی ہوں کیسے مَیں نے دیکھا ہے امّاں

(۱) جس بھائی پر سے بیٹوں کے مَیں صدقے اُتارا کرتی تھی
راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر جس کو مَیں پانی پلایا کرتی تھی
صحرا میں اُسے پیاسہ مرتے مَیں نے دیکھا ہے امّاں

(۲) جو پانچ برس کا تھا امّاں جب آپ گئیں تھیں دنیا سے
اُس وقت سے خود امّاں جس کو ماں بن کے پالا تھا مَیں نے
اُسے تڑپ تڑپ کے جاں دیتے مَیں نے دیکھا ہے امّاں

(۳) بھائی کی گردن پر امّاں جب قاتل نے خنجر پھیرا
کٹتی ہیں رگیں دل کی میرے مجھ کو تو یہ محسوس ہوا
قرآن کو ہاتھوں میں تھامے مَیں نے دیکھا ہے امّاں

(۴) قاتل تو خنجر چلاتا رہا اور مَیں سکتے میں تکتی رہی
سَر پر قرآن اُٹھائے ہوئے بھائی کی ضربیں گنتی رہی
کُل ۱۳ دفعہ خنجر چلتے مَیں نے دیکھا ہے امّاں

(۵) کُل ۱۳ بار چلا کر وہ خنجر جب پُشت سے اُترا تھا
ہائے امّاں اُس کے ہاتھوں میں سَر تھا میرے بھائی کا
سَر کاٹ کے قاتل کو ہنستے مَیں نے دیکھا ہے امّاں

(۶) اُس وقت نماز تمام ہوئی جس وقت جُدا سَر تن سے ہوا
پُھوٹے وہ لُہو کے فوّارے اور مٹّی پر خوں پھیل گیا
بے سَر کو سجدے سے گِرتے مَیں نے دیکھا ہے امّاں

(۷) آصفؔ جب لوٹ کے زینبؑ نے زہرؑہ کو حال سُنایا تھا
شبیرؑ کا خون بھرا کُرتا مادر کی قبر پہ ڈالا تھا
کہتی تھیں اپنا گھر لُٹتے مَیں نے دیکھا ہے امّاں